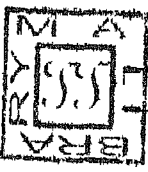
[illegible] خانہ [illegible]
[illegible] اصغرآباد

خدا کے منتشر عذابات اور سزائیں

عیسائیوں کی خدا سے نافرمانی

سلامتی و امن کا پیغام



باہتمام منشی نیاز حسین منیجر
سرفراز قومی پریس ناداں محل روڈ لکھنؤ

قیمت ۲ / — رجب ۱۳۶۱ھ

التجا

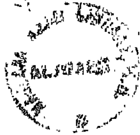
میں اپنے تمام عیسائی بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کی
خدمت میں خدا اور مسیح کے واسطے التجا کرتا ہوں کہ اس
رسالہ کو پڑھتے وقت یہ نہ خیال کیجئے کہ کس نے لکھا ہے۔
بلکہ یہی خیال رکھئے کہ اس میں لکھا کیا ہے۔
شروع سے پڑھنا شروع کیجئے اور غور سے پڑھئے اور خدا
سے دعا کیجئے کہ وہ حق بات کا آپکے دلوں پر انکشاف
کرے۔ خدا کی رحمت اور فضل ہو آپ لوگوں پر۔



۷۸۹

خدا کے مبشرہ عذابات اور سزائیں

۹۹۶۵۴



عیسائیوں کی خدا سے نافرمانی

۲۲۵
۱۹۷۴ ع م

سلامتی اور امن کا پیغام

-2 JUL 197

آج ایک عیسائی قوم دوسری عیسائی قوم کو ہوائی جہازوں اور توپوں سے مٹا دینے
[میں] مشغول ہو اور اپنی تمام قوتیں اس کار بد میں صرف کر رہی ہے

موجودہ ہوائی جہاز اور توپیں مبشرہ عذابات خدا ہیں اور ان کی واضح اور بین بشارات
[آ]ج سے ۲ ہزار سال قبل خدا نے کتاب مکاشفات میں جو حضرت مسیح کی کتاب نبوت ہے دے دی
[ہیں]۔ جو حسب ذیل ہیں ہمکو دوبار نہایت غور سے پڑھنا چاہیے کیونکہ نزول کتاب مکاشفات
[کے] زمانہ میں قوموں کی زبانیں میں ہوائی جہازوں اور ان کے اجزا اور افعال کے لئے تصور
[او]ر الفاظ نہ تھے اسلئے دفعتاً ایک نئی چیز کو دیکھکر اسکی صورت اور اجزاء اور افعال کو محض
[تش]بیہات کے ذریعہ بیان کیا ہے اس زمانہ کے انسانی دماغ زیادہ تر الفاظ اور ان کے
[ت]رزہ معنے کے عادی ہیں تشبیہات کے استعمال سے کم مانوس ہیں۔

بشارات مذکورہ میں ہر لحظہ کی آمیت حقیقت کو زیادہ روشن اور واضح کرتی جاتی ہو اور آخر
[تو] بیدار کو یقین قلبی حاصل ہو جاتا ہے اور اکثر بیدین دیندار ہو جاتا ہے۔

جنگی ہوائی جہازوں کی بشارت جو پہلے پہل سنہ ۱۹۱۴ء میں استعمال ہوئے

کتاب مکاشفات

باب ۹

(۱) اور جب پانچویں فرشتہ نے نرسنگھہ پھونکا تو میں نے آسمان سے زمین پر ایک ستارہ گرا ہوا دیکھا اور اسے اتھاہ گڑھے کی کنجی دی گئی (مکاشفہ)

مذکورہ بالا آیت میں گرے ہوئے ستارے سے مراد ایک انسان ہے جو ایمان سے خالی تھا یعنی روحانی سائنس سے ناواقف تھا جیسے گرے ہوئے ستارے سے تشبیہہ دی ہے جو بے نور پتھر سا ہو جاتا ہے۔ اتھاہ گڑھے کی کنجی دی گئی کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مادّی سائنس کا علم حاصل کیا۔

(۲) اور جب اُس نے اتھاہ گڑھے کو کھولا تو گڑھے میں سے ایک بڑی بھٹی کا سا دھواں اُٹھا۔ اور گڑھے کے دھوئیں کے باعث سورج اور ہوا تاریک ہو گئی۔ (مکاشفہ)

یعنی اُس انسان نے مادّی سائنس کے ذریعہ ایک دھواں بنایا جسکے پھیلنے سے سورج اور ہوا تاریک معلوم ہونے لگے۔

(۳) اس دھوئیں سے زمین پر ٹڈیاں نکل پڑیں اور انھیں زمین کے بچھوؤں کی سی طاقت دیگئی۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں ٹڈیوں سے مُراد ہوائی جہاز ہیں اس عالم میں پہلی مرتبہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ہوائی جہازوں کا استعمال ہوا۔ ہوائی جہازوں کے اڈوں پر ایک کیمیاوی دھواں پھیلا دیا جاتا تھا۔ کہ دشمن کے ہوائی جہاز دیکھ نہ سکیں اور اُن پر گولے نہ گرا سکیں۔ ہوائی جہاز مذکورہ کیمیاوی دھوئیں کے نیچے سے نکل کر اُڑتے تھے۔ جن کے لئے ٹڈیوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ دھوئیں میں سے نکلتے تھے۔ انھیں بچھوؤں

کی سی طاقت دیگئی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بچھو کی دُم ہوتی ہے اور اسمیں ڈنک ہوتا ہے وہی مشابہت ہوائی جہاز کی دُم میں ہے ہوائی جہاز کے آخری حصہ میں بجائے ڈنک کے گولے ہوتے ہیں۔ جہاز راں جب چاہتا ہے گولا گرا دیتا ہے جس سے لوگوں کو بڑی بے چینی اور تکلیف ہوتی ہے۔

(۴) اور اُن سے کہا گیا کہ اُن آدمیوں کے سوا جن کے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں ہے۔ زمین کی کسی گھاس یا کسی ہریاول یا درخت کو ضرر نہ پہونچانا (مکاشفہ)

آیت بالا میں بالکل صاف کر دیا گیا ہے کہ لفظ ٹڈی تشبیہاً استعمال کی گئی ہے حقیقت میں وہ ٹڈی نہیں ہے۔ بلکہ ٹڈی سے مشابہ چیز ہے یعنی ہوائی جہاز کیونکہ اصل ٹڈیوں سے صرف گھاس اور ہریاول کو ضرر پہونچتا ہے اور ہوائی جہاز اُن لوگوں کو ضرر پہونچانے کیلئے ہیں جن کے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں ہے یعنی جنھوں نے کبھی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ہدایت پر عمل نہیں کیا ہے۔

(۵) اور اونکنیں جان سے مارنے کا نہیں بلکہ پانچ مہینہ تک لوگوں کو اذیت دینے کا اختیار دیا گیا ہے اور اُن کی اذیت ایسی تھی۔ جیسے بچھو کے ڈنک مارنے سے ہوتی ہے۔

مذکورہ آیت میں پانچ مہینہ قمر کے ہیں جو شمس کے قریب قریب پانچ سال کے برابر ہوتے ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم میں جسکی بشارت ہو۔ تقریباً پانچ سال تک ہوائی جہازوں سے لوگوں کو خوف دہشت اور پریشانی رہی مگر نقصان جان بہت کم ہوتا تھا۔ اس ۱۹۳۹ء کی جنگ میں نقصان عمارات و جان بہت زیادہ ہو گا۔

(۶) اُن دنوں میں آدمی موت ڈھونڈھیں گے۔ مگر ہرگز نہ پائیں گے مرنے کی

آرزو کریں گے اور موت اُن سے بھاگے گی۔ (مکاشفہ)

گزشتہ جنگ عظیم میں یورپ میں کھانے پینے کی سخت تکلیف ہوگئی تھی۔ تقریباً پانچ سال کی طولانی جنگ نے لوگوں کو اسقدر عاجز کردیا تھا کہ روس اور جرمنی میں بغاوت شروع ہوگئی۔ بھوکے لوگوں نے پولیس اور فوج کے مقابلہ میں جانیں دیں اور بعدہٗ انقلاب ہوگیا۔

(۷) اُون ٹڈیوں کی صورتیں اُن گھوڑوں کی سی تھیں جو لڑائی کے لئے تیار کئے گئے ہوں اور اُن کے سروں پر گویا سونے کے تاج تھے اور اُن کے چہرے آدمیوں کے سے تھے۔ (مکاشفہ)

آیت بالا میں ہوائی جہاز کی تشریح ہے ہوائی جہاز جب زمین پر چلتا ہے تو اسکے لئے گھوڑوں کی تشبیہہ استعمال کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ لڑائی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ یہی حقیقت ہے۔ ہوائی جہاز کے اوپر کی چھتری کو تاج سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اگر قریب سے دیکھا جائے تو ہوائی جہاز کے چلانے والے آدمی کا صرف چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کیفیت کو بتایا ہے کہ اُن ٹڈیوں کے چہرے آدمیوں کے سے تھے۔ مذکورہ تشریح سے صاف واضح ہوگیا کہ ٹڈی کا لفظ ہوائی جہاز کے لئے تشبیہاً استعمال کیا گیا ہے۔ حقیقت میں مراد موجودہ ہوائی جہاز ہے اور یہ صورت اس وجہ سے اختیار کی گئی کہ نزول کتاب مکاشفات کے زمانہ میں قوموں کی زبان میں ہوائی جہاز اور اوس کے اجزار کے لئے نہ تصور تھا اور نہ الفاظ تھے۔ اسلئے محض تشبیہات سے کام لیا ہے۔

(۸) اور بال عورتوں کے سے تھے اور دانت ببر کے سے تھے۔ (مکاشفہ)

۱۹۱۴ء کی جنگ میں ہوائی جہاز چلانے والا ایک کنٹوپ پہنتا تھا اور اوپر سے عینک چڑھا لیتا تھا۔ کیونکہ کنٹوپ کے پچھلے حصہ میں بالوں کی ایک دُم سی ہوتی تھی جس کو عورت کے بالوں سے تشبیہ دی ہے۔ ہوائی جہاز کے آگے کا پنکھا جب ساکت ہوتا ہے تو اُس کے پر شیر کے چار دانتوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

(۹) اور اُس کے پاس لوہے کے سے بکتر تھے اُن کے پروں کی آواز ایسی تھی
جیسے رتھوں اور بہت سے گھوڑوں کی جو لڑائی میں دوڑتے ہوں۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں بکتر سے مراد ایلومونیم کا غلاف ہے جو ضرورت کے وقت ہوائی جہازوں پر بعض اوقات فٹ کر دیا جاتا تھا۔ جس سے ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عیسٰی کے زمانہ میں ایلومونیم نہ تھا۔ اس لئے اُسے لوہے کا سا بتایا ہے۔ ہوائی جہازوں کے پنکھوں کے لئے پَر کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اُن کی آواز مشابہ ہے اُس آواز سے جو رتھوں اور گھوڑوں کے دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے کیسی صحیح تشبیہ استعمال کی ہے!

(۱۰) اور اُن کی دُمیں بچھوؤں کی سی تھیں اور اُن میں ڈنک بھی تھے اور اُن کی
دُموں میں پانچ مہینہ تک آدمیوں کو ضرر پہونچانے کی طاقت تھی۔ (مکاشفہ)

جہاز کے آخری حصہ کے لئے بچھو کی دُم کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اُن میں ڈنک یعنی گولے تھے۔ جن سے قمر کے پانچ مہینہ یعنی شمس کے تقریباً پانچ سال تک آدمیوں کو ضرر پہونچانے کی طاقت تھی۔ یہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کی بشارت ہے ۱۹۳۹ء کی جنگ کا طول خدا کو معلوم ہے۔

(۱۱) اُتھاہ گڑھے کا فرشتہ اُن پر بادشاہ تھا اُس کا نام عبرانی میں ابدّون اور

یونانی میں ایلیون ہے۔ (مکاشفہ)
مذکورہ بالا آیت میں آ کتھاہ گڑھے کے فرشتہ سے مراد وہی بڑا سائینسدان ہے اور بادشاہ سے مراد افسر اعلیٰ ہے اُس کا نام عبرانی زبان میں ایڈون اور یونانی زبان میں ایلیون بتایا ہے اور جرمنی زبان میں زیلین ہے اور یہ واقعہ ہے کہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں کونٹ زیلین ہوائی جہازوں کے موجد اور افسر اعلیٰ تھے۔ ایڈون، ایلیون، زیلین، ہم معنی الفاظ ہیں جس طرح فادر، پدر، پتا ہیں۔
غیب کا حال انسان نہیں جان سکتا منجم جو آئندہ کی خبریں بتاتے ہیں وہ سابق کے مشاہدات ہوتے ہیں۔ جب انسان نے دیکھا کہ فلاں ستارے فلاں برج میں تھے تو فلاں آثار پیدا ہوئے۔ اور جب آئندہ کسی وقت میں وہی ستارے اسی برج میں آتے ہیں تو انسان گمان کرتا ہے کہ وہی سابق کے آثار پھر نمودار ہوں گے۔ اسی طرح ظن کرنے میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ لہذا نجوم سے پیشین گوئی آئندہ کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ گذشتہ آثار کے بنیاد پر گمان کیا جاتا ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ سابق میں بوان اور تخت سلیمان تھے اور طلسم ہوشربا میں بہت سے اُڑنے والے تخت مذکور ہیں اور انھیں کے مطابق کتاب مکاشفات میں پیشین گوئی کر دی گئی ہے مگر سابق کے بوان اور تخت سلیمان کی تشریح اور حلیہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں موجود نہ تھا اور نہ تصویریں موجود تھیں اسلئے موجودہ ہوائی جہاز وہی بوان اور تخت سلیمان نہیں ہیں۔ بلکہ بیسویں صدی کی ایجاد ہیں۔ اور خدا نے انھیں موجودہ ہوائی جہازوں کو آج سے ۲ ہزار سال قبل اپنی قدرت سے ایک انسان کو بجنسہ دکھایا اور اُس کامل روحانی انسان نے بخوبی دیکھنے کے بعد آج سے دو ہزار سال قبل کی انسانی زبان میں

جس میں موجودہ ہوائی جہاز اور اُس کے پُرزوں اور افعال کے لئے نہ خیالات تھے نہ الفاظ تھے تشبیہات کے ذریعہ ایسی بہترین تشریح لکھ دی کہ جب اسکو مشترہ ہوائی جہاز سے مطابق کیا جاتا ہے بالکل ٹھیک ہوتی ہے۔ اور یقین قلبی حاصل ہوجاتا ہو کہ موجودہ ہوائی جہازوں ہی کی تشریح لکھی ہے

توپوں کی بشارت

کتاب مکاشفات

۹ - باب

(۱۷) اور مجھے اس رویا میں گھوڑے اور اون کے ایسے سوار دکھائی دئے جن کے بکتر آگ سنبل۔ اور گندھک کے سے تھے اور ان گھوڑوں کے سر ببر کے سے سر تھے اور اُن کے منہ سے آگ و ہواں اور گندھک نکلتی تھی ۔ (مکاشفہ)

توپوں کی ایجاد کو عرصہ ہوچکا ہے لیکن ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں پہلی مرتبہ توپ کو موٹروں پر فٹ کرکے استعمال کیا گیا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں نہ توپ تھی نہ بارود نہ موٹر اُس زمانہ میں نہ ان چیزوں کا خیال تھا۔ نہ اُس زمانہ کی زبان میں ان چیزوں کیلئے الفاظ تھے ۔ مگر اُس زمانہ کے ایک انسان نے روحانی قوتوں سے دیکھکر اوسوقت کی زبان میں تشبیہات کے ذریعہ اسکو بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں گھوڑے کا لفظ تشبیہاً اس موٹر کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس پر توپ فٹ ہوتی ہے جو گھوڑے کی طرح چلایا جاتا ہے اور چلانیوالے کو سوار کہا ہے۔

جب توپ دغتی ہے تو بارود کا دھواں توپ کے اوپر چھا جاتا ہے۔ اس دھویں

ں سنبل اور گندھک کا رنگ صاف نمایاں ہوتا ہے۔ یہ معدنی چیزیں حضرت عیسیٰ
زمانہ میں معلوم تھیں جنکو بتادیا ہے۔

مذکورہ دھواں توپ کو چھپا لیتا ہے اسلئے اُس کے واسطے بکتر کا لفظ تشبیہاً استعمال کیا
ہے۔ موٹر پر توپ لگی ہوتی ہے اور توپ کا منہ جد ببر سے گولا بھرا جاتا ہے بڑا ہوتا ہے
اس لئے اُس کے لئے ببر کے منہ کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔
توپ کے داغنے کے بعد یہاں سے بھی آگ سنبل اور گندھک نکلتی ہے اس وجہ سے
بتایا ہے کہ اُس کے منہ سے آگ سنبل اور گندھک نکلتی تھی۔

(۱۸) ان تینوں آفتوں یعنی اُس آگ اور دھویں اور گندھک سے جو اُن کے
منہ سے نکلتی تھی۔ تہائی آدمی مارے گئے۔ (مکاشفہ)

چونکہ گولے کے چلنے کا باعث۔ آگ سنبل اور گندھک ہوتی ہے۔ لہذا یہی اصل سبب
آدمیوں کے مرنیکا بتایا ہے جن لوگوں پر مذکورہ توپیں داغی گئی ہیں۔ اُن میں سے
تہائی آدمیوں کے مرنے کی خبر ہے۔ یہ خبر ۱۹۱۴ء کی جنگ کی بابت ہے۔ ۱۹۳۹ء
کی جنگ میں خدا معلوم کس حساب سے آدمی مریں گے۔

(۱۹) کیونکہ اُن گھوڑوں کی طاقت اُن کے منہ اور اُن کی دُموں میں تھی اسلئے
اُن کی دُمیں سانپوں کی مانند تھیں اور اُن کی دُموں میں سر بھی تھے انہیں
سے وہ ضرر پہنچاتے تھے۔ (مکاشفہ)

مذکورہ بالا آیت میں خاص توپ کے لئے جو موٹر پر فٹ ہوتی ہے سانپ کی تشبیہ
استعمال کی گئی ہے جس طرح سانپ کا دُم ہوتا ہے منہ بڑا اور گول اور دُم گاؤ
میں کم یہی کیفیت توپ کی ہوتی ہے۔ چونکہ سانپ کی دُم میں سوراخ نہیں ہوتا

اور توپ کی دُم میں ہوتا ہے اس لئے وضاحت کردی ہے کہ اُن کی دُموں میں سر تھے جن سے وہ ضرر پہونچاتے تھے اور لوگوں کو ہلاک کرتے تھے۔

(۲۰) اور باقی آدمیوں نے جو ان آفتوں سے نہ مرے تھے۔ اپنے ہاتھوں کے کاموں سے توبہ نہ کی۔ (مکاشفہ)

مذکورۂ بالا آئت میں لوگوں کے توبہ نہ کرنے کی بشارت ہے۔ جس کی وجہ سے بیس سال کے بعد اب پھر بڑے زور سے وہی عذابات خدا نازل ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں جس کی مذکورہ باب میں بشارات ہیں ہوائی جہازوں اور توپوں سے اتنے آدمی نہیں مرے تھے جتنے کہ اب مریں گے۔ ہر دیندار کے لئے نا قابل انکار طریقے سے ثابت ہوگیا کہ موجودہ ہوائی جہاز اور توپیں مبشرہ عذابات خدا ہیں۔ اور یہ خیال کہ جرمن روسیوں کو مار رہے ہیں اور روسی جرمنوں کو مار رہے ہیں غلط ہے۔ بلکہ خدا دونوں کو مار رہا ہے۔ اور سبب اس کا نافرمانی خدا ہے معلوم نہیں ہندوستان پر کب عذاب خدا آجائے۔ اس لئے ہندوستان کے عیسائیوں کو غور کرنا چاہیئے اور جلد از جلد توبہ کرنا چاہیئے۔

مذکورہ عذابات سے قبل خدا کے خوف اور تعلیم مسیح کے بجائے ایک عیسائی قوم کے لیں دوسرے عیسائی قوم کے خلاف عداوت اور بغض جوش زن ہو گیا تھا اور یہ بھی خدا کی طرف سے ابتدائی سزا تھی۔ اور اس کی بشارت خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن مجید میں جس کی بشارت کتاب مکاشفات کے پانچویں باب ں ہے آج سے تیرہ سو سال قبل حسب ذیل الفاظ میں دی جاچکی ہے " اور اُن لوں میں سے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ لیا ہم نے عہد اُن سے پس بھول گئے اُس

حصہ (کتاب مکاشفات) کو جس سے اُن کو نصیحت کی گئی تھی۔ پس ڈال دی ہم نے درمیان اُن کے عداوت اور بغض (پہلی قیامت) کے دن تک کے لئے" (سورۂ مائدہ آیت ۱۴) یعنی خدا نے کتاب مکاشفات کی بشارات پر عمل کرنے کا عہد نصاریٰ سے لیا تھا۔ جب کتاب مکاشفات کی مبشرہ خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب یعنی قرآن نازل ہوا تو نصاریٰ نے اس کو نہیں مانا جس کی سزا میں خدا نے نصاریٰ کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا۔ اس عداوت اور بغض کی وجہ سے نصاریٰ ہر صدی میں آپس میں کئی بار لڑتے آئے ہیں اور جنگ صلیب میں مٹھی بھر مسلمانوں کے مقابلہ میں جو اُن کو ناکامی ہوئی اور تمام مقدس مقامات مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہے وہ آپس کے مبشرہ عداوت اور بغض کا نتیجہ تھا اور آج تعلیم مسیح کے برعکس آپس میں نہایت حیوانیت کیساتھ لڑ رہے ہیں۔ بوڑھے بچے اور عورتیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ کیونکہ پہلی قیامت قریب ختم ہے۔ خدا کے روز عظیم کی لڑائی سر پر ہے۔ مذکورہ عذابات اور سزاؤں کا سبب ناقابل انکار طریقہ سے ظاہر ہے۔ عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ایک ہدایت پر بھی عمل نہیں کرتے تو اس کے شروع میں لکھا ہے کہ اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا۔ اور اس کو سننے والے اور جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں۔ (کتاب مکاشفات ۱:۱ آیت ۳)

مذکورہ کتاب مکاشفات کی واجب العمل بشارات مع کامل و صحیح شرح ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں جس کے علاوہ دوسری صحیح شرح ناممکن ہے کیونکہ ہر مبشرہ ہستی کے لئے سنتر سے زیادہ نشانات بتائے گئے ہیں جو سوائے مبشرہ ہستیوں کے دوسروں پر چسپاں نہیں کئے جا سکتے۔ یہ خدا کا معجزہ ہے۔ شیطان آہیں عاجز ہے۔

کتاب مکاشفات

۱۔ باب

(۱) یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اس نے اپنے فرشتہ کو بھیجکر اس کی معرفت انھیں اپنے بندہ یوحنا پر ظاہر کیا۔

(۲) جس نے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کی یعنی اُن سب چیزوں کی جو اُس نے دیکھی تھیں شہادت دی۔

(۳) اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اُس کے سننے والے اور جو کچھ اُسمیں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں۔ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔

مذکورہ پہلی آئت سے ثابت ہے کہ مذکورہ کتاب دراصل حضرت مسیح کا مکاشفہ ہے۔ اور اس کتاب میں اس عالم میں ہونیوالے واقعات کی بشارات ہیں۔

دوسری آئت سے ثابت ہے کہ جن واقعات کا انکشاف خدا کی طرف سے حضرت مسیح پر ہوا تھا اُن سب کو حضرت مسیح نے اپنے حکم سے بذریعہ فرشتہ اپنے شاگرد حضرت یوحنا کو دکھایا تاکہ شائع کیا جائے۔

تیسری آئت سے ثابت ہے کہ مذکورہ کتاب مکاشفات نبوت کی کتاب ہے اور اُسکی بشارات واجب العمل ہیں۔

کتاب مکاشفات

باب پنجم

(۱) جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اُس کے دہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی

جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اوسے سات مہریں لگاکر بند کیا گیا تھا۔ (مکاشفہ)

آئندہ ہونے والے مشہور تاریخی واقعات میں سے خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جو مذکورہ بشارات کے تقریباً چھ سو برس بعد نازل ہونے والا تھا۔ اور ہوا۔ اور دیگر مبشرہ نشانات اور علامتیں جو دیگر آیات میں مذکور ہیں وہ سب قرآن مجید سے ٹھیک مطابق ہوتی ہیں۔ کسی دوسری کتاب پر چسپاں نہیں ہوسکتی ہیں۔ قرآن مجید بھی اوس ہی مقدس زمین پر نازل ہوا ہے۔ جو خدا نے ابراہیم اور اُن کی نسل کو دی تھی جسکی مغربی حد دریائے مصر ہے اور شمالی مشرقی حد بڑا دریائے فرات ہے۔ اور جنوبی حصّہ پورا جزیرہ نمائے عرب ہے (دیکھو پیدائش ۱۳: ۱۴ و ۱۵۔ ۱۵: ۱۸)

حضرت اسحاق نے شمالی حصّہ میں بود و باش اختیار کی اور حضرت اسمٰعیل نے جنوبی حصہ میں بود و باش اختیار کی۔ جہاں اُن کی نسل آجتک موجود رہی۔ اس ہی زمین پر خدا کی تمام کتابیں نازل ہوئیں اور اس مقدس زمین پر خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کو کتاب خدا مانا جاتا ہے۔ اور اس ہی کتاب کی شریعت تیرہ سو سال سے یہاں جاری ہے۔ اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ بعد نزول مذکورہ کتاب مکاشفات سوائے قرآن مجید کوئی دوسری کتاب خدا مذکورہ مقدس زمین پر آج تک نازل نہیں ہوئی اور نہ نازل ہوگی۔ مبشرہ خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن مجید کی شریعت صرف مذکورہ ارض مقدس ہی پر تیرہ سو سال سے جاری نہیں ہے بلکہ دنیا کے مغربی کونے مراقش سے لے کر جزائر فلپائن تک جاری ہے یعنی اس کرۂ ارض کے ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک۔ ایک چوڑا سا خط ہے

جس میں ۵۷ سے لیکر ۹۵ فیصدی مسلم آبادی ہے ۔ جو قرآن مجید کی شریعت پر عمل کرتی ہے اور جو شمال اور جنوب میں روز بروز پھیلتی جاتی ہے ۔ اب خدا کے وعدہ کا وقت آگیا ہے ۔ جب ساری دنیا میں مبشرہ قرآن مجید کی شریعت پر عمل کیا جائے گا ۔ ایک ہزار برس تک اس کرۂ ارض پر امن رہیگا اور شیطان با ندھ دیا جائے گا ۔

آئت مذکور میں سات مہروں سے مُراد سات دور ہیں جو نزول قرآن سے لیکر قیامت کبریٰ تک ختم ہوں گے ۔ ان مہروں کے کھلنے کی تفصیل چھٹے باب سے لیکر آٹھویں باب تک ہے جس سے ثابت ہے کہ قرآن مجید قیامت کبریٰ تک کے لئے ہے ۔ اس کے بعد اب کوئی کتاب خدا آنے والی نہیں ہے ۔

مذکورہ ہر مہر میں ایک بڑے تاریخی انقلاب کی بشارت ہے اور ہر بشارت میں متعدد نشانات بتائے ہیں جو صرف قرآن مجید پر منطبق ہوتے ہیں ۔

قرآن مجید علاوہ مبشرہ ہونے کے خدا کی ایک روشن کتاب ہے ۔ علم و حکمت کی باتوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے ۔ سمجھ کر پڑھنے والے کو خدا کی کتاب ہونے کا یقین قلبی ہو جاتا ہے ۔ مثلاً جس وقت قرآن مجید نازل ہوا ہے اُسوقت کے انسان سمجھتے تھے کہ آفتاب زمین کے ارد گرد گھومتا ہے ۔ جو غلط تھا ۔ خدا نے قرآن مجید میں بتا دیا " اور آفتاب چلا جا رہا ہے طرف اپنی جائے قرار کے ۔ یہ مقدر کیا ہوا ہے غالب جاننے والے کا " (یسین ۔ ۳۷) یعنے آفتاب زمین کے گرد نہیں گھومتا ہے ۔ بلکہ اپنی جائے قرار کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے ۔

خدا کی مذکورہ بتائی ہوئی حقیقت کو سوائے چند مومنین مسلمین کے باقی انسانوں نے تسلیم نہیں کیا ۔ صدیوں کے غور و فکر کے بعد منکرین نے اپنی غلطی اس طرح تسلیم کی کہ سابق

کی تحقیقات غلط تھی۔ بیشک آفتاب زمین کے ارد گرد نہیں گھومتا بلکہ آفتاب قائم ہو زمین اس کے ارد گرد گھومتی ہے۔ مگر یہ تحقیق بھی اُن کی غلط ہوئی۔

بیسویں صدی عیسوی میں ایک آلہ کی ایجاد ہوئی جس سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ آفتاب مع اپنے پورے نظام کے کئی میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک طرف بھاگا چلا جا رہا ہے۔ گویا تیرہ سو برس کی جد و جہد کے بعد انسان اُس حقیقت کو پہونچ سکے جسکی خبر قران مجید نے دی تھی۔

رسول عربی نے یہودیوں کو انجیل اور قران دونوں پر ایمان لانے کی دعوت دی اونھوں نے انکار کیا۔ پھر رسول عربی نے یہودیوں سے فساد نہ کرنے کا عہد لیا۔ مگر وہ عہد شکنی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ رسول عربی تشریف فرما تھے اُن پر یہودیوں نے پتھر کی ایک چکی پھینک دی۔ مگر اللہ نے اپنے رسول کو بچا لیا۔ اس حرکت پر مسلمان یہودیوں سے لڑنے پر تیار ہو گئے۔ یہودی ڈر گئے اور خوشامد کرنے لگے۔ اس موقع پر حکم خدا یہ نازل ہوا۔ " خدا نے نکال دیا اُن لوگوں کو اہل کتاب میں سے اُن کے شہروں میں سے پہلی قیامت تک کے لیے" (الحشر - ۲) پس رسول عربی نے یہودیوں کو جلاوطن ہو جانے کا حکم دیا۔ یہودی اپنی بستیوں کو چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ تھوڑے عرصہ میں نتیجہ یہ ہوا کہ تمام یہودی اپنے شہروں کو چھوڑ کر جلاوطن ہو گئے اُن کے شہروں میں عربی بولنے والے لوگ آباد ہو گئے۔ یہودی زبان اور معاشرت ملک سے مفقود ہو گئی۔ اس کرۂ ارض پر یہودیوں کے سوا دوسری قوم نہیں ہے جو اس طرح اپنے وطن سے جلاوطن ہوئی ہو۔

یہودی غیر ملکوں میں جہاں جہاں بستے ہیں دولت اور علم اور حسن رکھتے ہوئے

ذلیل سمجھے جاتے ہیں کیونکہ اون پر خدا کا عذاب ہے اس حالت میں اُن پر تیرہ سو سال گذر چکے ہیں اس طرح قران مجید کی دی ہوئی خبر سچی ہوئی۔ چونکہ خدا کی طرف سے یہودیوں کی مذکورہ جلاوطنی پہلی قیامت تک کے لئے تھی اور اب پہلی قیامت قریب ختم کے ہے۔ اس لئے یہودی ملک فلسطین میں پھر آباد ہونا شروع ہوئے ہیں۔ بعد نزول مسیح یہودیوں کو مسیح کی نبوت کی کتاب یعنی کتاب مکاشفات پر اور قران پر ایمان لانا پڑیگا۔

لہذا دنیا کے تمام عیسائی حضرات کو کتاب مکاشفات کی بشارت پر عمل کر کے خدا کے داہنے ہاتھ والی مبشرہ کتاب قران مجید کو خدا کی کتاب ماننا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ یہی حضرت مسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے اور یہی حضرت مسیح کی نبوت کی کتاب پر عمل ہے۔ یہی باعث سلامتی امن ہوگا۔

(۲) پھر میں نے ایک زور آور فرشتہ کو بلند آواز سے یہ منادی کرتے دیکھا کہ کون اس کتاب کو کھولنے اور اس کی مُہریں توڑنے کے لائق ہے۔ (مکاشفہ)

(۳) کوئی شخص آسمان پر یا زمین پر یا زمین کے نیچے اُس کتاب کو کھولنے یا اُس پر نظر کرنے کے لائق نہ نکلا۔ (مکاشفہ)

(۴) اور میں اس بات پر زار زار رونے لگا کہ کوئی اس کتاب کو کھولنے یا اُس پر نظر کرنے کے لائق نہ نکلا۔ (مکاشفہ)

(۵) تب اُن بزرگوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا رو نہیں۔ دیکھ یہوداہ کے قبیلہ کا وہ ببر جو داؤد کی اصل ہے۔ اس کتاب اور اُس کی ساتوں

مُہروں کو کھولنے کے لئے غالب آیا۔ (مکاشفہ)

کتاب مکاشفات کے چوتھے باب میں بتایا گیا ہے کہ تخت رب العالمین کے اردگرد چوبیس انبیاء اولوالعزم اور دیگر مقدس روحیں موجود تھیں مگر فرشتہ کی منادی کرنے پر کسی کی ہمت نہ پڑی کہ خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کو لے اور اس کی مہریں کھولنے کے لئے غالب آئے۔

بتایا گیا ہے کہ صرف ایک رُوح مقدس غالب آئی جس کا نام یہوداہ کے قبیلہ کا ببر بتایا ہے۔ حضرت یعقوب کے بیٹے کے نام کا عبرانی تلفظ جوداہ ہے اور عربی یہوداہ ہے۔ اس لفظ کے معنے ہیں۔ تعریف کیا گیا۔ عربی زبان میں اسکا ہم معنی لفظ محمد ہے۔ مذکورہ آئت مکاشفات میں یہوداہ کے قبیلہ کا ببر لکھا ہے۔ یعنی تعریف کئے گئے ہوؤں کا زیادہ تعریف کیا گیا ہوا جس کا عربی میں ہم معنی لفظ احمد ہے۔ یہ رسول عربی کی صفت اور یہی نام ہے۔

معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ رسول عربی کا نام قرآن میں محمد ہے اور مکاشفات مسیح میں نام احمد ہے۔ یہ دو نام ہیں اس اختلاف سے شبہ پیدا ہوتا ہے۔

زمانہ سابق میں روشن دماغ لوگ بشرہ اور آثار پر غور کر کے نام رکھتے تھے اور برعکس نہند نام زنگی کافور کو معیوب سمجھتے تھے۔

خدا کے جتنے نام ہیں وہ اصل میں صفات خدا ہیں کسی عزت یا بڑائی کی غرض سے خدا کے نام نہیں رکھے گئے ہیں۔ رسول عربی کا نام بھی اصل میں صفت ہی ہے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے جو اپنے زمانہ کے بہترین روشن دماغ تھے آپ کے آثار اور انوار پر غور و فکر کر کے آپ کا نام محمد رکھا۔ یہ

صفت تمام صفات حسنہ کی حامل ہے۔ حضرت ابوطالب کی بشرہ شناسی میں چونکہ تائید غیبی شامل تھی۔ اسوجہ سے حقیقت کا اظہار ہوا۔ کفار بھی آنحضرت صلعم کو قبل بعثت کے محمد ہونے کا اہل مان گئے تھے۔ کفار آپ کو امین جانتے تھے۔ اور صادق مانتے تھے۔ خدا آپ کی تعلیم اور تربیت کرتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نبوت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اور آخر میں احمد ہو گئے۔ یعنی زیادہ تعریف کئے گئے ہوئے۔ یہ انتہائی ترقی تھی۔ اسلئے محمدؐ اور احمدؐ دو نام نہیں ہیں اور نہ دو جدا صفات ہیں۔ بلکہ ایک ہی صفت ہے۔ جس کی ابتدا محمدؐ ہے اور انتہا احمدؐ ہے۔ قرآن میں خدا نے جو محمد کے لفظ سے رسول عربی کو پکارا ہے۔ وہ صفت کی ابتدا ہے اور کتاب مکاشفات میں جو احمد کے لفظ سے خبر دی ہے وہ انتہائی صفت کے ساتھ بشارت ہے جیسے حضرت ابراہیم کا پہلے نام آبرام تھا۔ بعد کو خدا نے آبراہام کر دیا۔ (دیکھو کتاب پیدائش ۱۷ : ۵)

اور اس ملک پر جو خدا نے ابراہیم اور اُن کی نسل کو دیا ہے جس کا ذکر پیدائش ۱۳ : ۱۴ و ۱۵ - ۱۵ : ۱۸ میں ہے جس کی مغربی حد دریائے مصر ہے اور شمالی مشرقی حد بڑا دریائے فرات ہے اور جنوبی حد میں پورا جزیرہ نمائے عرب ہے تیرہ سو سال سے محمد عربی کا قبضہ حکومت اور بادشاہت ہے۔ اوس کے باشندے اوُن ہی کے تعلیم کردہ قوانین پر عمل کرتے ہیں اور ہر چوبیس گھنٹے میں پانچ وقت بہ آواز بلند گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے۔ یہ بیّن ثبوت ہے کہ خدا نے مبشرہ محمد عربی کو ابراہیم نبی کا وارث برحق قرار دیا ہے اور وہ خُدا کے برحق رسول ہیں۔

مسیح نے اپنے آخر وقت میں محمد عربی کے بابتہ حسب ذیل وصیت کی ہے۔ یوحنا ۱۶: ۷
لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمھارے لیے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر
میں نہ جاؤں تو وہ شافی پھر تمھارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤنگا
تو اُسے تمھارے پاس بھیج دوں گا۔ (۸) وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی
اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ (۱۳) لیکن جب وہ یعنی "
سچائی کی روح آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھلائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی
طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا مجھیں آئندہ کی خبریں دے گا۔
مسیح کی مذکورہ وصیت کو ۱۹ سو سال گذر چکے ہیں۔ پہلی قیامت قریب
ختم ہے سوائے محمد عربی کے دوسرا شخص مذکورہ صفات کا آیا نہیں ہے اور نہ
آئے گا۔ کیونکہ اب مسیح کے خود آنے کا وقت ہے۔
لہذا دنیا کے تمام عیسائی حضرات کو کتاب مکاشفات کی مذکورہ بشارت پر
اور مسیح کی مذکورہ وصیت پر عمل کرکے مذکورہ رسول عربی کے اتباع
کرنا چاہیئے۔ یہی مسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ یہی مسیح کی نبوت
کی کتاب پر عمل ہے اور یہی باعث سلامتی و امن ہوگا۔
(۶) اور میں نے اُس تخت اور چاروں جانداروں اور اُن بزرگوں کے بیچ میں گویا
ذبح کیا ہوا ایک برّہ کھڑا دیکھا۔ اُس کے سات سینگ اور سات
آنکھیں تھیں۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں جو تمام روئے زمین پر
بھیجی گئی ہیں۔ (مکاشفہ)
(۷) اور اس نے آکر تخت پر بیٹھے ہوئے کے داہنے ہاتھ سے اُس کتاب کو

سے لیا۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیات میں ذبح کئے ہوئے برّہ سے مُراد امام حسینؑ ہیں جنھوں نے مبشرہ مقام بابل پر جواب کربلا کے نام سے مشہور ہے۔ مبشرہ نشانات کے ساتھ ذبح ہو کر مکاشفات کی بشارات کو پورا کر کے خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن مجید کا منزل من اللہ ہونا ثابت کر دیا اور متقین کو قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کا یقین دلا دیا جو اُن کے لئے باعث نجات اور بخشش ہوا یہ مطلب اور طریقہ تھا۔ خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کو خدا کے ہاتھ سے لے لینے کا۔

امام حسینؑ ذبح نہ ہوتے تو کتاب مکاشفات کے مبشرہ نشانات پورے نہ ہوتے اور خدا نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت جو بشارات مکاشفات کو قرار دیا ہے وہ ناقص ہو جاتا۔ اور متقین کے ماننے کے لئے کوئی دلیل اور حجت باقی نہ رہتی۔

مذکورہ چھٹی آیت میں ذبح کئے ہوئے برّہ امام حسینؑ کے سات سینگ اور سات آنکھوں سے جو خدا کی سات روحیں بتائی گئی ہیں مُراد یہ ہیں۔

احمد مجتبیٰ صلعم۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ محسنؑ۔ زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ یہ ساتوں خدا کی روحیں ذبح امام حسینؑ تک روئے زمین پر آچکی تھیں۔ امام محمد باقرؑ ذبح امام حسین کے وقت کربلا میں موجود تھے اور پانچ سال کے تھے۔

خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کی آیت تطہیر ان حضرات کے مقدس ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ اور کروڑہا بندگان خدا مذکورہ حضرات کے مقدس واحد

پاک ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور اپنا ہادی مانتے ہیں۔

یہ حجت خدا ہے کہ کتاب مکاشفات کے لکھوائے جانے کے بعد سے آج تک اِس عالم میں کوئی دوسری سات ہستیاں منتخب نہیں کی جا سکیں جن پر مبشرہ نشانات منطبق ہو سکیں یعنی جن کا ایک کتاب خدا ہے جو بعد کتاب عیسیٰ نازل ہوئی ہو اور اس زمین پر نازل ہوئی ہو جہاں خدا کی اور کتابیں نازل ہوئی ہیں تعلق ہو اور جن میں ایک رسول خدا ہو جس کا مبشرہ نام احمد ہو اور جن کا ایک ذبح کئے ہوئے برّے امام حسین مظلوم سے جو مبشرہ مقام پر اور مبشرہ لوگوں کے ہاتھوں جن کی ستترھویں باب میں بشارات ہیں ذبح کئے گئے ہوں متصل رشتہ بھی ہو یہ وہ صداقت ہے جس کے خلاف شیطان بھی کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔

ذبح کئے ہوئے برّہ امام حسین کا رشتہ مذکورہ ساتوں روحوں سے ویسا ہی قریب کا ہے جیسا کہ کسی برّہ کو اپنے سینگ اور آنکھوں سے ہوتا ہے احمد مجتبیٰ امام حسینؑ کے نانا ہیں۔ علیؑ باپ ہیں۔ فاطمہ ماں ہیں حسنؑ بڑے بھائی ہیں۔ محسن چھوٹے بھائی ہیں۔ زین العابدین بیٹے ہیں۔ محمد باقر پوتے ہیں۔

ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ کتاب مکاشفات میں جتنے نشانات قران مجید کے منزل من اللہ ہونے کے ثبوت میں بتائے گئے ہیں وہی سب مبشرہ رسول عربی کے برحق رسول ہونے کا ثبوت ہیں اور وہی سب امام حسین کے صف انبیاء میں سید الشہدا ہونے کے ثبوت ہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے سے مسلسل ہے اور ایک دوسرے کا مصدق ہے اور کل مبشرہ ہیں۔

مبشرہ ذبح کئے ہوئے برّہ سے مراد حضرت مسیح یا ان کا کوئی شاگرد نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ واقعہ صلیب کے ۹۰ سال بعد فرشتے نے بتایا کہ یہ واقعات آئندہ ہونے والے ہیں جبکہ ساتوں کلیسائیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ ذبح کئے جائیں گے۔ ایسی کوئی خبر نہیں ہے بلکہ یہ خبر ہے کہ حضرت مسیح جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ اور دیگر مقدس لوگ ایک ہزار سال تک اس عالم میں بادشاہت کریں گے۔

(۸) اور جب اُس نے کتاب لے لی تو وہ چاروں جاندار (ملائکہ مقربین) اور چوبیسوں بزرگ (انبیاء اولوالعزم) اُس برّہ کے سامنے گر پڑے اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور عود سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دعائیں ہیں۔ (مکاشفہ)

آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ عالم ارواح میں جب امام حسین نے ذبح ہو کر قرآن مجید کو لے لینے کا اقرار کر لیا تو مذکورہ انبیاء اور ملائکہ نے کامیابی کی دعائیں دیں کیونکہ یہ اولاد آدم میں ایک بہت بڑا اور لاثانی کام تھا۔

(۹) اور وہ یہ نیا گیت گانے لگے کہ تو ہی اس کتاب کو لینے اور اُس کی مہریں کھولنے کے لائق ہے۔ کیونکہ تو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلہ اہل زبان اور اُمت اور قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا۔ (مکاشفہ)

(۱۰) اور اُن کو ہمارے خدا کیلئے ایک بادشاہت اور کاہن بنا دیا اور وہ زمین پر بادشاہت کرتے ہیں۔ (مکاشفہ)

(۱۱) اور جب میں نے نگاہ کی تو اُس تخت اور اُن جانداروں اور بزرگوں کے گرداگرد بہت سے فرشتوں کی آواز سنی جن کا شمار لاکھوں اور

کروروں تھا۔ (مکاشفہ)

(۱۳) اور وہ بلند آواز سے کہتے تھے کہ ذبح کیا ہوا برہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے۔ (مکاشفہ)

اکثر انبیاء شہید راہ خدا ہوئے ہیں۔ لیکن جو حمد و تمجید امام حسینؑ کی مذکور ہے ویسی کسی نبی کی کسی صحیفہ یا کتاب اللہ میں مذکور نہیں ہے۔ یہ ثبوت ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام مسیح کی کتاب نبوت کی بشارت کے مطابق شہداء و انبیاء میں سید الشہداء ہیں۔ جو مصائب شکر کے ساتھ برداشت کرکے امام حسین شہید ہوئے اس کی دوسری مثال صف انبیاء میں نہیں ملتی ہے۔ تمام انبیاء آزمائے گئے۔ حضرت ابراہیم و اسمعیل کی جب آزمائش ہونے کو ہوئی تو ایجاب اور قبول کے وقت حضرت اسمٰعیل نے کہا۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں پائیے گا (قرآن مجید الصٰفٰت ۱۰۲) یہ نہیں کہا کہ انشاء اللہ آپ مجھکو شکر کرنے والوں میں پائیے گا۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں پہ پٹی باندھ لی تھی۔ خدا کسی کو آزمائش کے وقت اوسکی وسعت نفس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے۔ خدا نے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔

جب مسیح کی آزمائش کا وقت آیا۔ متی ۲۶ آیت ۳۸ اُس وقت اُس نے اون سے (شاگردوں سے) کہا۔ میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ میرے مرنے تک کی نوبت پہونچ گئی ہے (۳۹) پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منھ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ "اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم میں چاہتا ہوں

ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو"

پھر شاگردوں سے کہا (۴۱) جاگو اور دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔

انبیاء کے آداب دعا یہ ہیں کہ خدا سے دعا کرنا عبادت ہے۔ مگر خدا کی مرضی کے خلاف اصرار کرنا بے ادبی ہے اور مذکورہ (۳۹) آیت سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو دعا کے قبول ہونے کا یقین تھا اس لئے حضرت مسیح نے صلیب اور تکلیف دہ مصائب سے بچنے کے لئے خود بھی دعا کی اور شاگردوں کو بھی آزمائش میں نہ پڑنے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا۔ آداب کے موافق درگاہ رب العزت میں یہ بھی عرض کر دیا کہ جو میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہو ویسا ہو۔

خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کے بموجب خدا نے حضرت مسیح کی دعا کو قبول کر لیا۔ اور اُن کو صلیب سے بچا لیا اور اُن کی شبیہہ بنا دی جس پر مبشرہ مصائب پورے ہوئے اور صلیب دی گئی۔

امام حسینؑ اور فوج یزید سے لڑائی اس امر پر ہوئی کہ فوج یزید امام حسینؑ سے بیعت یزید چاہتی تھی۔ جو ایک بدکردار انسان تھا۔ اگر امام حسینؑ یزید کی بیعت کر لیتے تو لڑائی ختم تھی۔ خدا کی طرف سے کوئی جبر نہ تھا۔ امام حسینؑ کے دنیاوی مراتب میں بھی کوئی فرق نہ آتا۔ رسول خدا کے فرزند ہی کہے جاتے۔ مگر مثل حضرت اسمٰعیل اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کے محبت کے مخصوص امتحان میں شرکت نہ ہوتی۔

ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں صرف تقریباً بہتّر نفوس تھے جن میں سب سے

لمبن حضرت علی اصغر تھے۔ جو بیٹے تھے امام حسین کے جن کی عمر صرف ۶ ماہ کی تھی اور سب سے زیادہ سن دار مسلم ابن عوسجہ تھے جو پیرانہ سالی کی وجہ سے خمیدہ ہو گئے تھے۔ امام حسینؑ کو یہ جنگ قانون فطرت کے ماتحت لڑنا تھی۔ یہ محبت کا امتحان تھا۔ بھوکا اور پیاسا ہی ذبح ہونا مقررہ مصائب کے ماتحت امتحان کے شرائط تھے۔

یزیدی فوج نے امام حسینؑ سے بیعت حاصل کرنے کی غرض سے دریائے فرات پر قبضہ کر کے امام حسینؑ پر پانی بند کر دیا تھا تاکہ عورتوں اور بچوں کی پیاس کی بے چینی سے متاثر ہو کر امام حسینؑ یزید کی بیعت کر لیں۔ یہ زمانہ عراق کی چلچلاتی گرمیوں کا تھا۔ مگر امام حسینؑ نے بیعت نہیں کی۔

امام حسینؑ کے چھ مہینہ کے بچہ حضرت علی اصغر کی پیاس سے حالت خراب تھی ماں کا دودھ صدموں اور خوف اور تین دن کی بھوک اور پیاس سے خشک ہو گیا تھا۔ امام حسینؑ اس بچہ کو ہاتھوں پر لے کر فوج یزید کے سامنے گئے اور کہا کہ یہ بچہ معصوم ہے پیاس سے اس کی حالت خراب ہے۔ صرف اس کو تھوڑا سا پانی پلا دو۔ جواب میں تیر مارا گیا جس نے بچہ کے گلے کو چھید دیا۔ بچہ شہید ہو گیا مگر امام حسینؑ نے خدا کے حضور مذکورہ امتحان کے نرم ہونے کی بھی خواہش ظاہر نہیں کی بلکہ امتحان کی ہر مصیبت میں ثابت قدم رہنے کے لئے خدا سے اعانت کی دعا مانگتے رہے۔

نوجوان بیٹا تین دن کا بھوکا اور پیاسا آنکھوں کے سامنے قتل ہوا [illegible] اٹھا کر لائے اور دوسرے شہداء کی لاشوں کے پاس رکھی۔ اس طرح امام حسینؑ [illegible]

کیسا کچھ مصائب برداشت کر کے اُس حمد و تمجید کے مستحق ہوئے جو مذکورۂ بالا
آیات کتاب مکاشفات میں مذکور ہیں۔

(۱۳) پھر میں نے آسمان اور زمین اور زمین کے نیچے کی سمندر کی سب
مخلوق کو یعنی ساری چیزوں کو جو اُن میں ہیں یہ کہتے سُنا کہ جو تخت
پر بیٹھا ہے اُس کی اور برّہ کی حمد اور عزت اور تمجید اور سلطنت ابدالآباد
رہے۔ (مکاشفہ)

(۱۴) اور چاروں جانداروں نے آمین کہی اور بزرگوں نے گر کر سجدہ کیا۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیات میں انبیاء اور ملائکہ نے امام حسینؑ کی تقدیس اور تمجید کے ہمیشہ
جاری رہنے کے لیے دعا کی ہے۔ اس وقت خشکی اور تری پر شیطان بڑے غصہ
میں اپنا کام کر رہا ہے۔ پھر بھی امام حسینؑ کی یادگار تمام یادگاروں سے بہت
زیادہ منائی جاتی ہے۔ غیر مسلمین بھی امام حسینؑ کی یادگار قائم
کرتے ہیں اور حمد و تمجید کرتے ہیں۔ لہذا دنیا کے تمام عیسائی حضرات کو
کتاب مکاشفات کی مذکورہ بشارات پر عمل کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام
کی حمد و تمجید کرنا چاہیئے۔ یہی حضرت مسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے
یہی حضرت مسیح کی نبوت کی کتاب پر عمل ہے اور یہی باعث سلامتی و امن کا

کتاب مکاشفات

۱۷۔ باب

(۱) اور اُن سات فرشتوں میں سے جن کے پاس سات پیالے تھے ایک
نے آکر مجھ سے کہا ادھر آ۔ میں تجھے اس کسبی کی سزا دکھاؤں جو بہت

پانیوں پر بیٹھی ہوئی ہے۔ (مکاشفہ)

اس عالم میں ہونے والے واقعات میں سے مذکورہ آئت میں ایک کسبی کا بہت سے پانیوں پر بیٹھا ہونا بتایا گیا ہے۔ اور باب مذکور کی پندرھویں آئت میں بتایا ہے کہ جو پانی تو نے دیکھے جن پر کسبی بیٹھی ہے۔ وہ اُمتیں، قومیں، اور گروہ اور اہل زبان ہیں۔ یعنی بشرہ لوگ جن پر وہ کسبی بیٹھی ہوئی دکھائی گئی تھی۔ اُس کی تعظیم اور حُرمت کرتے ہیں۔ اور اُن کی تعظیم اور حُرمت خدا کی نظر میں کسبی تھی اس کی وضاحت دوسری آئت میں ہے۔

(۲) اور جس کے ساتھ زمین کے بادشاہوں نے حرامکاری کی تھی اور زمین کے رہنے والے اُسکی حرامکاری کی مے سے متوالے ہو گئے تھے۔ (مکاشفہ)

یعنی اُس کسبی کی تعظیم اور حُرمت جو بشرہ لوگ کرتے تھے خدا کی نگاہ میں حرامکاری کے برابر تھی۔

(۳) پس وہ مجھے روح میں جنگل کو لے گیا۔ وہاں میں نے قرمزی رنگ کے حیوان پر جو کفر کے ناموں سے لپا ہوا تھا جس کے سات سر اور دس سینگ تھے ایک عورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (مکاشفہ)

پہلے فرشتے نے ایک کسبی کو دکھانے کو کہا تھا اور جب دکھایا تو دیکھنے والے نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو قرمزی رنگ کے حیوان پر جو کفر کے ناموں سے لپا ہوا تھا بیٹھی ہوئی تھی۔ عورت سے مُراد کیا ہے۔ وہ فرشتے نے اٹھارویں آئت میں بتایا ہے۔ ۱۷: ۱۸۔ وہ عورت جسے تو نے دیکھا وہ بڑا شہر ہے جو زمین کے بادشاہوں پر حکومت کرتا ہے۔

اب ہم اس عالم میں ایسے شہر کی تلاش کریں جو زمین کے بادشاہوں پر حکومت کرتا تھا۔

اور کرتا ہو۔ یعنی بادشاہ، آتشین، اور گروہ، قومیں، اور اہل زبان اس کی تعظیم اور حرمت کرتے ہوں اور کرتے آئے ہوں۔ اور جس سے بشارت کے دیگر مشیرہ نشانات بھی مطابق ہوں۔ تو ایسا شہر صرف سابق کا شہر مکہ ہے۔ جو شیطان کی کوششوں سے بتخانہ بن گیا تھا اور اسمیں بتوں کی پرستش ہونے لگی تھی کیونکہ اس کی بنیاد حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے ڈالی تھی اسلئے اس کی تعظیم اور احترام بادشاہ، آتشین، گروہ، قومیں کرتے آئے ہیں اس لئے مشیرہ بڑے شہر سے مراد مکہ سابقہ ہے۔

مکہ سابقہ کا قرمزی رنگ کے حیوان یعنی شیطان پر جو کفر کے ناموں سے لپا ہوا تھا بیٹھے ہونے سے مراد یہ ہے کہ سابق اہل مکہ جن کی بشارت ہے تابع شیطان کے تھے۔ رسول عربی کی بعثت کے قبل خانہ کعبہ میں بت تھے۔ سب بتوں کی تعداد ۳۶۰ تک بتائی جاتی ہے۔ بادشاہ، آتشین، قومیں، اور اہل زبان مرد اور عورتیں ننگے ہوکر طواف کرتے تھے۔ ان افعال کو مشیرہ لوگ بڑی عبادت سمجھتے تھے اور جب انکو سمجھایا گیا کہ یہ بت قابل عبادت نہیں ہیں۔ اللہ کے لئے عبادت خالص ہے تو جواب دیا۔ نہیں کرتے عبادت ہم ان بتوں کی مگر اس لئے کہ وہ قریب کردیں ہم کو اللہ سے بحد قربت کا حق ہے (زمر ۳) ان اہل مکہ نے مسلمانوں پر ایسے مظالم کئے کہ انکو مکہ چھوڑنا پڑا

خدا نے فتح مکہ کے بعد رسول عربی کے ذریعہ مذکورہ بتوں کو تڑوایا اور مکہ کو مذکورہ گندگیوں سے پاک کردیا۔ اہل مکہ بظاہر ایمان لائے لیکن ان میں منافق بہت تھے۔ جن کا ذکر قرآن میں متعدد جگہ ہے۔

خدا علیم ہے اور اُس کے علم میں اس پاک شدہ مکہ کے اہل مکہ سے بھی جو منافق تھے۔ نہایت گندے اور گھنونے افعال سرزد ہونے والے تھے جسکی مفصل اور مشرح بشارت

خدا نے اس باب کی باقی آیات میں دی ہیں۔

(۴) اور یہ عورت ارغوانی اور قرمزی لباس پہنے ہوئے اور سونے اور جواہر اور موتیوں سے آراستہ تھی۔ اور ایک سونے کا پیالہ مکروہات یعنی اُس کی حرام کاریوں کی ناپاکیوں سے بھرا ہوا اُس کے ہاتھ میں تھا۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں عورت سے مُراد مکہ مذکور ہے۔ سونے اور جواہرات اور موتیوں سے آراستہ تھی کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ پہلے بہت غریب تھے دولتمند ہو گئے۔ جسقدر دولتمند ہوتے گئے اتنا ہی دولت کی خواہش اور بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ ناپاکیوں اور گندگیوں کا جام لبریز ہو گیا۔ مشہور رسول عربی اسکی خبر دے گئے تھے کہ عنقریب تم لوگ امارت پر حرص کرو گے اور وہ قیامت میں ندامت ہو گی۔ (بخاری پارہ ۱۹۔ حدیث ۲۰۲۱)

(۵) اور اُس کے ماتھے پر یہ نام لکھا ہوا تھا۔ راز۔ بڑا شہر بابل۔ کسبیوں اور زمین کی مکروہات کی ماں۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں راز سے مُراد بھید یعنی کا بھید ہے۔ (تھسلنیکیوں ۲ : ۷) یعنی ظاہر میں اسلام اور باطن میں کُفر

بڑے شہر بابل سے مُراد کربلا ہے۔ جہاں ہشترہ ذبح کئے ہوئے بترہ امام حسینؑ مع چھوٹے چھوٹے بچوں کے تین دن کے بھوکے پیاسے ذبح کئے گئے۔

انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ شہر بابل وہی مقام ہے جہاں اب کوفہ۔ کربلا اور حلّہ اور بغداد واقع ہے۔

کسبیوں اور زمین کی مکروہات کی ماں کا مطلب یہ ہے کہ شہر بابل یعنی زمین کربلا پر ایسا بڑا گناہ اور بُرا کام ہو گا جیسا بنا رعالم کے وقت سے نہ کبھی ہوا ہوا اور نہ آئندہ ہو گا کیونکہ محمد عربی کو رسولخدا

مانتے ہوئے اُنکے مقدس گھر والوں کو مع چھوٹے چھوٹے بچوں کے تین دن کا بھوکا پیاسا رکھکر قتل کیا۔ جرم یہ لگایا کہ امام حسینؑ یزید کو جو بدترین انسان تھا جسکو دنیائے اسلام بدترین انسان مانتی ہے برحق جانشین رسول خدا نہیں تسلیم کرتے تھے۔ امام حسینؑ نے کہا تھا کہ مجھکو ہندوستان جانے دو اسکو بھی قبول نہیں کیا۔

مذکورہ تینوں کلمات کا اس عورت یعنی بڑے شہر مکہ مذکورہ کے ماتھے پر لکھے ہوتے سے مراد یہ ہے کہ اہل مکہ جو دُنیا کے طلبگار اور منافقین تھے۔ اُن کے افعال نہایت گندہ اور گھنونے ہوں گے۔ جس مقام یعنی زمین بابل پر مذکورہ افعال کا وقوع ہونیوالا تھا اُسکو کسبیوں اور زمین کی مکروہات کی ماں بتایا ہے۔

(۶) اور میں نے اُس عورت کو مقدسوں کے خون اور یسوع کے شہیدوں کے خون پینے سے متوالا دیکھا اور اُسے دیکھکر سخت حیران ہوا۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں مخاطب شہر مکہ ہے اور مراد اہل مکہ ہیں جو منافقین تھے صحف سابق کا ایسا ہی طرز بیان ہے۔ جناب یرمیاہ کا نوحہ باب ۱: ۸۔ یروشلم نے بڑا گناہ کیا۔ اسلئے کہ بہہ نکلی۔ وہ سب جو اُسکو بزرگی دیتے تھے اُسکی حقارت کرتے ہیں۔

مبشرہ شہر مکہ محترم مقام ہے یہاں جوں کا مارنا حرام ہے۔ یہاں یزیدی فوج نے مقدس لوگوں کو قتل کیا ہے۔

(۷) اور فرشتے نے مجھ سے کہا کہ تو حیران کیوں ہو گیا میں اُس عورت اور اُس حیوان کا جسپر وہ سوار ہے اور جس کے سات سر اور دس سینگ ہیں۔ تجھے بھید بتاتا ہوں (مکاشفہ)

(۸) اور یہ جو تو نے حیوان دیکھا یہ پہلے تو تھا۔ مگر اب نہیں اور آئندہ اتھاہ گڑھے سے نکل کر ہلاکت میں پڑیگا اور زمین کے رہنے والے جنکے نام بنائے عالم کے وقت سے کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے اس حیوان کا یہ حال دیکھکر کہ پہلے تو تھا اب نہیں اور پھر موجود

ہو جائے گا۔ تعجب کریں گے۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آیت میں حیوان سے مراد شیطان ہے۔ کیونکہ اس حیوان کی اتھاہ گڑھے سے نکلکر ہلاکت میں پڑنے کی خبر (کتاب مکاشفات ۲۰ : ۱-۳) میں یہ ہے کہ پھر میں نے ایک فرشتے کو آسمان سے اترتے دیکھا جس کے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی اس نے اس اژدہے یعنی پرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان ہے پکڑ کر ایکہزار برس کیلئے باندھا اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا۔ (مکاشفہ)

اور جو تو نے حیوان دیکھا۔ یہ پہلے تو تھا سے مراد یہ ہے کہ جس زمانہ کی بابت بشارت ہے اس سے پہلے کبھی کبھی شیطان مشاہدہ میں آتا تھا یعنی انسان کی شکل میں آکر لوگوں کو بہکاتا تھا لیکن رسول عربی کی دعا کے بعد سے اب وہ کسی شکل میں مجسم ہو کر دھوکا نہیں دیسکتا صرف دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ اور مذکورہ آیت میں یہ بھی بشارت ہے کہ جن لوگوں کے نام کتاب حیات میں نہیں لکھے ہیں۔ وہ اس زمانہ میں شیطان کے وجود کے قائل نہ ہوں گے۔ آجکل ہزاروں انسان شیطان کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔

(۹) یہی موقع ہے اس ذہن کا جس میں حکمت ہے۔ وہ ساتوں سر سات پہاڑ ہیں جن پر وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ (مکاشفہ)

(۱۰) اور وہ سات بادشاہ بھی ہیں۔ پانچ تو ہو چکے اور ایک موجود ہے اور ایک ابھی آیا نہیں۔ اور جب آئیگا تو کچھ عرصہ تک اسکا رہنا ضرور ہے (مکاشفہ)

مذکورہ بالا دونوں آیات کے مبشرہ سروں کو حکمت کیساتھ معلوم کرنا ہے جو کہ مذکورہ محترم مانے ہوں جنکی تشبیہ پہاڑ اور بادشاہ سے دی ہے اور بتلایا ہے کہ ان میں پانچ تو مسلسل ختم ہو گئے ایک موجود ہے یعنی شروع سے موجود ہے۔ ایک ابھی آیا نہیں اور جب آئیگا تو کچھ عرصہ تک رہے گا۔

ناصرت اصغر آباد

چونکہ کتاب مکاشفات میں پہلے قرآن مجید کے نازل ہونے کی اور رسول عربی کی سوختنی قربانی ہونیکی بشارت ہے اور ذبح کئے ہوئے برّے امام حسینؑ کا ذبح ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن کو لے لینے کی بشارت ہے اور اس باب میں میں بابل پر جواب میں کربلا کے نام سے مشہور ہے ذبح کئے ہوئے برّہ امام حسینؑ کے ذبح کئے جانیکی بشارت ہے۔ اس واقعہ ذبح سے پہلے مذکور سات سروں کی بشارت ہے اسلئے ہم کو وفات رسول عربی سے شہادت امام حسینؑ تک مشرہ سات سروں کو حکمت کے ساتھ تلاش کرنا ہے۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں میں دو قسم کے لوگوں کے موجود ہونے کی خبر خدا نے مشرہ قرآن میں دی ہے۔ اے مسلمانو تم میں وہ ہیں جو دنیا کا طلبگار ہے۔ اور تم میں وہ ہے جو آخرت کا طلبگار ہے۔ (آل عمران ۱۵۲)

جب رسول عربی کی وفات ہوئی لاش رسول دفن نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ابوبکر اور اکثر لوگ لاش رسول کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے۔ جہاں خلافت حاصل کرنے کے لئے جد و جہد ہو رہی تھی حضرت ابوبکر تیسرے دن جب خلافت حاصل کر لی تب پلٹے۔ یہ اور ان کی جماعت دنیا کی طلبگار تھی۔

حضرت علیؑ سقیفہ بنی ساعدہ نہیں گئے جہاں خلافت کے لئے جھگڑا ہو رہا تھا اور نہ اپنے متبعین کو وہاں جانے دیا۔ حضرت علیؑ نے لاش رسول کا غسل و کفن کیا اور دفن کیا حضرت علیؑ اور ان کے ساتھی آخرت کے طلبگار تھے۔

جب ہم مکاشفات کے مشرہ سات سروں کو شہادت امام حسینؑ تک حضرت علیؑ کی جماعت میں تلاش کرتے ہیں۔ تو تین چار بھی ایسی ہستیاں نہیں ملتیں جن پر پہاڑ یا بادشاہ کی تشبیہ صادق آسکے مگر حضرت ابوبکر کی جماعت میں شہادت امام حسینؑ تک مشرہ ساتوں سر معہ مشرہ نشانوں کے

ملتے ہیں۔ مبشرہ ساتوں حضرات میں سے پانچ یہ حضرات ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر۔ (۲) حضرت عمر۔ (۳) حضرت عثمان۔ (۴) حضرت طلحہ۔ (۵) حضرت زبیر۔

ان پر پہاڑ یا بادشاہ کی تشبیہ صادق آتی ہے۔ کیونکہ یہ سب حضرات صاحب علم و فوج تھے۔ اور بعد رسول عربی کے شہادت امام حسینؓ سے پہلے مسلسل ختم ہو گئے۔

مذکورہ دسویں آیت میں فرشتہ نے پانچ کے بعد چھٹا اور ساتواں نہیں کہا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ یہی موقع ہے اُس ذہن کا جس میں حکمت ہو تاکہ تحقیق کرنے والا مذکورہ ساتوں سروں کو سلسلہ وار شمار نہ کرے۔ کیونکہ سلسلہ وار شمار کرنے سے چھٹے حضرت علیؓ ہوں گے جو ذبح کیے ہوئے برّہ امام حسینؓ کے والد تھے اور چار سال تک خلیفہ رہے اور ساتویں امام حسنؓ ہوں گے جو چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔ یہ دونوں آخرت کے طلبگار تھے اسلئے فرشتہ نے الفاظ چھٹا اور ساتواں نہیں استعمال کئے ہیں اور یوں سمجھایا ہے۔ ایک موجود ہے اس سے مُراد حضرت عمر ابن عاص ہیں جو مذکورہ ساتوں سروں میں سے چھٹے تھے اور جو وفات حضرت رسول عربی کے بعد سے دُنیا کی طلب میں سرگرم تھے۔ اور ایک فوج لے کر حضرت علیؓ سے لڑے تھے۔

اور ایک ابھی آیا نہیں اور جب آئے گا تو کچھ عرصہ تک اس کا رہنا ضرور ہے۔ اس جملہ سے مُراد حضرت امیر معاویہ ہیں جنکو حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں شام کا گورنر مقرر کیا تھا یہ بھی حضرت علیؓ سے لڑے تھے۔ یہ چاروں خلفاء کے زمانہ خلافت سے زیادہ عرصہ تک بلادِ اسلامیہ کے امیر رہے۔ جیسا کہ فرشتے نے بتایا تھا کہ جب آئے گا تو کچھ عرصہ تک اس کا رہنا ضرور ہے۔ وہی ہوا۔

لہذا یہی ساتوں حضرات۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمر ابن العاص اور حضرت امیر معاویہ۔ مبشرہ ساتوں سر ہیں جنکو فرشتے نے پہاڑ اور

بادشاہ سے تشبیہ دی ہے۔ اور باب مذکور کی باقی آیات کے مبشرہ نشانات بھی صرف ان ہی حضرات پر منطبق ہیں اور مذکورہ حضرات کے انتخاب کے صحیح ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۱) اور جو حیوان پہلے تھے وہ اب نہیں وہ آٹھواں ہے اور ان ساتوں میں سے پیدا ہوا ہے اور ہلاکت میں پڑے گا۔ (مکاشفہ)

آیت بالا میں اُس حیوان کی بشارت ہے جس کا پتہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ مبشرہ ساتوں سروں میں سے پیدا ہوا۔ آٹھواں ہے۔ اس آٹھویں حیوان سے مراد یزید ہے جو مبشرہ ساتوں سروں میں ساتویں حضرت امیر معاویہ کا بیٹا تھا جسکی بابت خبر ہے کہ وہ ہلاکت میں پڑے گا۔ وہی ہوا یزید اپنے کاموں سے کچھ فائدہ دنیاوی بھی نہ اٹھا سکا۔ پریشانی اور خوف میں بہت جلد ختم ہو گیا۔ آج تمام مسلمان اُسکو بہت بُرا سمجھتے ہیں۔

(۱۲) اور وہ دس سینگ جو تو نے دیکھے۔ دس بادشاہ ہیں ابھی تک انھوں نے بادشاہت نہیں پائی۔ مگر اُس حیوان کے ساتھ گھڑی بھر کے واسطے بادشاہوں کا سا اختیار پائیں گے۔ (مکاشفہ)

مذکورہ بالا آیت میں مبشرہ دس سینگوں سے مراد یزید کے دس فوجی افسر ہیں (۱) عمر سعد (۲) شمر ذی الجوشن (۳) حصین ابن نمیر (۴) عمر ابن الحجاج (۵) خولی ابن یزید (۶) شبیث ابن ربیع (۷) سنان ابن انس۔ (۸) محمد ابن اشعث (۹) یزید ابن رکاب کلبی (۱۰) عمرو بن قیس یہ لوگ وہ افسران فوج ہیں جو مبشرہ آٹھویں حیوان یعنی یزید کے حکم سے امام حسینؑ سے زمین بابل پر جو اب کربلا کے نام سے مشہور ہے لڑے تھے۔

فوجی افسروں کو وقت جنگ جان لینے کا اختیار بادشاہوں کا سا ہوتا ہے امام حسین علیہ السلام سے اور یزید کے مذکورہ فوجی افسروں سے جو جنگ ہوئی وہ صبح سے شروع ہوئی اور عصر کے وقت

ختم ہو گئی ۔ ایسی مختصر اور عظیم الشان جنگ بنا ء عالم کے وقت سے نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی جسکے لئے فرشتہ نے گھڑی بھر کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

(۱۳) ان سب کی ایک ہی رائے ہو گی اور وہ اپنی قوت اور اختیار اُس حیوان کو دیدیں گے ۔ (مکاشفہ)

آیت بالا میں وہ سے مُراد مشہرہ دسوں فوجی افسر ہیں اور حیوان سے مُراد یزید ہے ان سب کی ایک ہی رائے ہو گی ۔ وہ اپنی قدرت اور اختیار اُس حیوان کو دیدیں گے ۔ کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ دسوں افسر حق و باطل کو سمجھتے ہوئے متفق ہو کر یزید کی فرمانبرداری کریں گے یہی ہوا امام حسینؑ کے مرتبہ اور حق کو سمجھتے ہوئے کہ وہ رسول عربی کے فرزند ہیں خدا کے دل سے نازل والی کتاب قران میں اُن کے پاک اور مقدس ہونے کی خبر ہے یزید کے حکموں کو بجا لائے اور امام حسین علیہ السلام کی نصیحت کو نہ مانا ۔

(۱۴) وہ برّے سے لڑیں گے اور برّہ اُن پر غالب آئیگا کیونکہ وہ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ اور جو بلائے ہوئے اور برگزیدہ اور وفادار اُس کے ساتھ ہیں وہ بھی غالب آئیں گے ۔ (مکاشفہ)

مذکورۂ بالا آیت میں برّے سے مُراد وہی ذبح کیا ہوا برّہ یعنی امام حسینؑ ہیں جنکی بشارت پانچویں باب کی چھٹی لغائت چودھویں آیت میں دی جا چکی ہے اور امام حسینؑ کے ساتھ میں بھی مشہرہ تین طرح کے لوگ تھے حبیب ابن مظاہر اسدی اور زہیر ابن قین غیرہ اُن لوگوں میں سے تھے جنکو امام حسینؑ نے بلوا کر اپنے ساتھ لے لیا تھا اور برگزیدہ لوگوں سے مُراد امام حسین علیہ السلام کے بھائی بھتیجے بیٹے اور بھانجے وغیرہ تھے اور وفادار سے مُراد امام حسینؑ کے مخلص دوست بُریر ہمدانی اور یحییٰ مازنی وغیرہ تھے ۔

لڑائی اس امر پر ہوئی کہ یزید کے مبشرہ دسوں فوجی افسر امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت یعنی اطاعت کرنے کو کہتے تھے امام حسینؓ کو حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کا کامل علم تھا اور جناب رسالتمآب اور اپنے والد حضرت علیؓ سے سمجھ چکے تھے کہ عالم ارواح میں کیا طے ہو چکا ہے اسلئے امام حسینؓ نے یزید کی بیعت کرنے سے باوجود تمام مخالف اسباب کے انکار کردیا۔

امام حسین نے تین دن کی بھوک اور سخت گرمیوں کی پیاس کے باوجود بھی جو اُن کو اور اُن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو تھی یزید کی بیعت نہیں کی۔ زخموں سے چور ہونے کے بعد بھی بیعت نہیں کی اور ذبح کر ڈالے گئے۔ اسطرح ان سختیوں میں بھی امام حسینؓ اور اُن کے ساتھی یزید پر غالب رہے۔ اور یزید کی تمام تدبیریں بیعت حاصل کرنے کی بیکار ہوئیں۔ مذکورہ برّہ کے غالب ہونے سے مراد ذبح ہوکر غالب ہونا ہے جیسا کہ انجیل عیسیٰ کے ۵ : ۹ میں لکھا ہے کہ "تو ہی اس کتاب کو لینے اور اس کی مہریں توڑنے کے لائق ہے کیونکہ تو نے ذبح ہوکر اپنے خون سے ہر ایک قبیلہ، اہل زبان امت اور قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا" اور امام حسینؓ ذبح ہی ہوکر غالب ہوئے اور حضرت مسیح کی نبوت کی کتاب کی بشارت کو لفظ بلفظ پورا کردیا۔

امام حسین علیہ السلام زخموں سے چور تھے۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ خدا جانے گھوڑے سے اترے یا گرے۔ قاتل نے چاہا کہ سر کاٹ لے۔ آپ نے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی جو دی گئی۔ مگر افسوس کہ قاتل نے عجلت کی اور نماز پڑھتے ہی میں سر کاٹ لیا۔

مبشرہ آیات کے مبشرہ نشانات نے تاریخ کے واقعات سے مطابق ہوکر تصدیق کردی کہ شروع سے اب تک جن لوگوں کو انتخاب کیا ہے وہی مبشرہ ہیں اور دوسری مثنیاں اس عالم کی مبشرہ نشانات کے مطابق دستیاب نہیں ہوسکتیں یہ اللہ کی بشارات ہیں نا ممکن ہے

کہ واقع نہ ہوں۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ خدا کی مقصود ہستیوں کے علاوہ عالم کی دوسری ہستیوں سے جو مقصود خدا نہیں ہیں تمام بشرہ نشانات مطابق ہو جائیں۔

(۱۵) پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ جو پانی تو نے دیکھے جس پر وہ کسبی بیٹھی ہے وہ اُمتیں اور گروہ اور قومیں اور اہل زبان ہیں (مکاشفہ)

مذکورہ آیت کی شرح پہلی آیت کے ساتھ ہو گئی ہے۔

(۱۶) اور جو دس سینگ تو نے دیکھے وہ اور حیوان اُس کسبی سے عداوت رکھیں گے اور اُسے بیکس اور ننگا کر دیں گے اور اُس کا گوشت کھا جائیں گے اور اُسکو آگ میں جلا ڈالیں گے۔ (مکاشفہ)

پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ کسبی سے مراد عورت اور عورت سے مراد بڑا شہر جو زمین کے بادشاہوں پر حکومت کرتا ہے یعنی مکہ مذکور۔

مذکورہ آیت میں دس سینگوں سے مراد وہی یزید کے دسوں فوجی افسر ہیں اور حیوان سے مراد یزید ہے۔ ساکنان شہر مکہ نے شہادت امام حسینؑ کی خبر سنکر یزید کی بیعت توڑ دی تھی اس لیے کربلا والی یزیدی فوج نے معہ دوسری فوجوں کے جنہیں حاشی کہتے تھے شہر مکہ پر حملہ کر دیا حاجیوں کو اور ساکنان مکہ کو بہت قتل کیا جسکی بابت فرشتہ نے بتایا کہ اُس کے گوشت کو کھا جائیں گے اس نشان نے بھی پورا ہو کر جن تاریخی ہستیوں کا انتخاب کیا ہے اُن کے صحیح منتخب ہونے کی تصدیق کر دی کیونکہ تاریخی واقعات کی کڑیاں بشارات کے نشانات سے مسلسل مطابق ہوتی ہیں۔

جب ساکنان مکہ قلعہ بند ہو گئے تو منجنیق کی کلوں سے یزیدی فوج نے شہر مکہ پر آگ برسا دی جس سے حرم کعبہ کے چوبی حصے جل گئے اور حرم کعبہ کی پوشش بھی جل گئی جسکی بابت

فرشتہ نے بتایا ہو کہ اسکو ننگا کردیں گے اور آگ میں جلادیں گے۔ وہ پورا ہوا اس نشان نے
بھی پورا ہو کر سابق کے انتخاب کے صحیح ہونے کی تصدیق کردی۔

(۱۷) کیونکہ خدا اُن کے دلمیں یہ ڈالے گا۔ کہ وہ اُسی کی رائے پر چلیں اور جب
تک خدا کی باتیں پوری نہ ہولیں متفق الرائے ہو کر اپنی بادشاہت اُس
حیوان کو دیدیں۔ (مکاشفہ)

مذکورہ آئت میں وہ سے مُراد یزید کے فوجی افسر ہیں اور حیوان سے مُراد یزید ہے
جب تک خدا کی مبشرہ باتیں پوری نہ ہولیں وہ لوگ یزید کی اطاعت ہی کرتے رہے۔

(۱۸) اور وہ عورت جسے تو نے دیکھا وہ بڑا شہر ہے۔ جو زمین کے بادشاہوں پہ
حکومت کرتا ہے۔ (مکاشفہ)

سابق کی آیات کے ساتھ بڑے شہر سے مُراد شہر مکہ سابق ثابت کیا جا چکا ہے۔

اس عالم میں مبشرہ واقعات نے واقع ہو کر کتاب مکاشفات کی بشارات کے ہر نشان
کی پوری پوری مطابقت کی ہو۔ مگر فاسق اور متقی میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہو فاسق امر
حق کو جھٹلانے کے لئے پہلے سے ارادہ کرلیتا ہو اسلئے خدا بھی اُسے ہدائت نہیں کرتا۔ متقی
امر حق کو سمجھنے کے لئے نیک نیتی سے سعی کرتا ہو خدا اُسکی مدد کرتا ہو۔

کتاب مکاشفات میں اس زمانہ کی بابت بشارت ہے۔ ۱۲: ۲۲۔ جو بُرائی کرتا ہے وہ
بُرائی کرتا جائے، جو نجس ہے وہ نجس ہی ہوتا جائے۔ جو راست باز ہو وہ راست باز ہی ہوتا
جائے۔ یہ خدا کی دی ہوئی خبر ہے۔ اور جو لوگ کتاب مکاشفات یعنی حضرت مسیح کی نبوت کی
کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس خبر کے برحق ہونے سے انکار نہیں کرسکتے لہذا جو راست
باز اور پاک ہیں وہ حضرت مسیح کی نبوت کی کتاب کی مذکورہ بشارت پہ ضرور عمل کرینگے اور

اُٹھنیں کے لئے سلامتی اور امن ہے۔ اور وہ جھوٹے مسیح کے فتنہ سے جو بہت جلد ظاہر ہونے والا ہے اور عذابات خدا سے مثلاً زبون کھوڑے اور پانی کا بودار ہو جانا۔ گرمی کا تیز پڑنا، آسمان سے دھوئیں کا پیدا ہونا وغیرہ جو کتاب مکاشفات کے باب ۱۶ میں مذکور ہیں اور جو خاص ہندوستان کیلئے معلوم ہوتے ہیں بہت محفوظ رہیں گے۔

نوٹ

رسول عربی کی وفات سے حرم کعبہ کے جلائے جانے تک کے تاریخی واقعات کو جو حضرات تاریخ اسلام سے جانچنا چاہیں اُن کے لئے آسان تر ہے کہ وہ (محرم نامہ) مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی ملاحظہ فرمائیں۔



ایک وہ زمانہ تھا جب اکثر انسان بعض جانوروں کو اور بعض انسانوں کو خدا مان لیتے تھے آج وہ زمانہ ہے کہ اکثر انسان خدا کو خدا نہیں مانتے ہیں ان کے لئے ذیل کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ اللہ ہدایت کرے۔

ہم نے خدا کو کیونکر جانا

ہم ایک طرف مقناطیس پتھر رکھیں اور ایک طرف لوہے کی سوئی تو سوئی کھچکر پتھر میں چمٹ جاتی ہے۔ اس مشاہدہ سے ہمکو کئی باتوں کا علم ہوتا ہے۔

اول ایک ایسی قوت کے موجود ہونے کا علم ہوتا ہے جسکی ذات کو ہمارے حواس خمسہ مشاہدہ نہیں کر سکتے بلکہ ہم نے عقل سے جو روح کی تجلی ہے معلوم کیا کہ کوئی قوت ضرور ہے جس نے سوئی کو کھینچ لیا اور ہم نے اُس کا نام قوت مقناطیس رکھا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی ہے اور

کس حیثیت کی ہے مگر ہے ضرور۔

سوئی اور پتھر عالم شہود میں ہیں اور قوت مقناطیس عالم غیب میں ہے قوت مقناطیس کی جائے ظہور پتھر ضرور ہے مگر وہ قوت پتھر اور سوئی کے درمیان میں بھی تھی کیونکہ سو فاصلہ پر تھی اور اس نے اُسے کھینچ لیا۔

قوت مقناطیس پتھر سے نکالی جاسکتی ہے اور لوہے میں بھری جاسکتی ہے اس کا سائنس کی اصطلاح میں Magnatise اور Demagntise کرنا کہتے ہیں۔

ہم نے قوت مقناطیس کو اپنے حواس خمسہ سے نہیں محسوس کیا کہ وہ کیسی ہے اور کس حیثیت کی ہے کیونکہ وہ عالم غیب میں ہے مگر اُس کے موجود ہونے کا ایسا ہی یقین قلبی ہے جیسا پتھر یا سوئی کے موجود ہونیکا ہے۔

جس طرح عقل سے ہم نے قوت مقناطیس کو جو عالم غیب میں ہے اُس کے فعل سے معلوم کیا اُسی طرح عقل سے ہم خدا کو جو عالم غیب میں ہے اُس کے افعال حکمت وصنعت سے معلوم کرتے ہیں۔ مثل قوت مقناطیس کے خدا کے بابتہ بھی ہم نہیں جان سکتے کہ وہ کیسا ہے اور کس حیثیت کا ہے۔ مگر ہے ضرور۔

خدا کے موجود ہونے کا ثبوت

جب ہم عالم شہود کی سیر کرتے ہیں تو اپنے سے بہتر کسی ہستی کو صاحب ارادہ صانع اور حکیم نہیں پاتے۔ شیر، ہاتھی، عقاب، بیا، اژدہا، سب ہم سے مغلوب ہیں۔ سورج، چاند، ہوا، پانی، زمین سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں وہ ہم کو نقصان نہیں پہونچا سکتے۔

اب ہم نے غور کیا کہ ہم کیا ہیں۔ ہم سب کام اپنے ارادہ سے کرتے ہیں مگر سانس ہم اپنے ارادہ سے نہیں لیتے وہ خود بخود چلتی ہے۔ اس واقعہ نے ہم کو حیرت میں ڈالدیا اور ہم نے اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی تو ہمارے جسم میں صرف مادّہ اور حرارت کا وجود نظر آیا۔ یہ دونوں صاحب ارادہ حکیم اور صانع نہیں ہیں بے شعور ہیں۔ تو بے شعور ملکر باشعور نہیں ہوسکتے۔ بڑی تشویش ہوئی کہ ہماری سانس کیوں چلتی ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ سانس چلنے کی غرض سے ہمارا پھیپھڑا اور دل بڑی حکمت اور صنعت سے بنایا گیا ہے۔ جب ہمارے پھیپھڑے میں ہوا ابھرتی ہے تو قلب خون پھینکتا ہے اور جب ہوا پھیپھڑے سے نکل جاتی ہے تو خون قلب میں واپس آتا ہے۔ اس طرح قلب اور پھیپھڑا اپنا اپنا کام کرتے رہتے ہیں اس کو ہم سانس چلنا کہتے ہیں۔

ہمارا پھیپھڑا بڑی صنعت اور حکمت سے بنایا گیا ہے۔ جب پھیپھڑے میں ہوا ابھرتی ہے تو وہ پھول جاتا ہے اور جب ہوا نکل جاتی ہے تو اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے جسم کے ہر عضو میں ایک بڑی حکمت اور صنعت کا وجود ہے۔ یہ حکمت اور یہ صنعت نہ ہماری ہے اور نہ ہمارے باپ دادا کی ہے کیونکہ وہ خود بھی اس علّت کے معلول تھے۔ ہمارے عالم شہود میں کوئی ہستی اس حکمت اور صنعت کی صانع اور حکیم نظر نہیں آتی۔ جو ہیں وہ ہم سے حکمت و صنعت میں کمتر یا بے شعور ہیں۔

اس لئے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ صنعت اور حکمت موجود ہے تو کوئی حکیم اور صانع بھی ضرور ہے۔ اسی کو ہم خدا کہتے ہیں وہ غیب میں ہے ہم سے اور تمام کائنات سے اکبر ہے۔

جس طرح ہم نے قوت مقناطیس کو جو عالم غیب میں تھی اس کے فعل کو دیکھکر عقل

معلوم کر لیا کہ وہ ہے۔ اسی طرح ہم نے خدا کو اُس کی حکمت اور صنعت کے وجود کو مشاہدہ کر کے معلوم کر لیا کہ وہ ہے۔

ہم نے ارادہ کیا کہ وقت کا اندازہ کریں اس مقصد کے لئے ہم نے گھڑی بنائی جب ہم اُس کو کوک دیتے ہیں تو وہ وقت معین تک خود بخود چلتی رہتی ہے۔ حقیقت میں یہ گھڑی خود بخود نہیں چلتی ہے۔ بلکہ اُس کے چلنے کا سبب ہمارا ارادہ ہے۔ کیونکہ ہم نے اس کو چلانے کے ارادے سے بنایا اور کوکا تب وہ چلی۔ اسی طرح ہماری سانس خود بخود چلتے معلوم ہوتی ہے۔ مگر اُس کے چلنے کا سبب ہم سے کسی بڑے کا ارادہ ہے۔ اور وہ ہی صاحب ارادہ ہمارا خدا ہے اور اکبر ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ گھڑی میں ہماری ذات کہیں نہیں ہے۔ صرف اس میں ہماری حکمت ورصنعت موجود ہے مگر ہم ہیں ضرور۔ اسی طرح ہمارے جسم میں خدا نہیں ہے صرف اُس کی حکمت اور صنعت موجود ہے اور وہ ہے ضرور۔

ہماری متحرک گھڑی کا یہ خیال کہ محض لوہے اور پیتل کے پُرزوں کے اتصال سے میں چل رہا ہوں اور میرا صانع کوئی نہیں ہے۔ غلط ہے اگر ہم نہ ہوتے تو لوہا اور پیتل پُرزوں کی شکل میں نہ بنتا اور اُن کے پُرزوں کے اتصال میں ہماری بڑی حکمت اور صنعت ہوا اسی طرح ہمارا یہ کہنا کہ خدا نہیں ہے ہماری حیات محض ترتیب عناصر سے ہے غلط ہے کیونکہ ترتیب عناصر میں بڑی حکمت اور صنعت ہے اور جس کی وہ حکمت اور صنعت ہے وہی حکیم وصانع ہمارا خدا ہے۔

ہماری متحرک گھڑی کا یہ خیال کہ ہمارا صانع ہم میں جاری وساری ہے غلط ہے۔ ہم مگر گھڑی میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ہمارا صانع خدا ہے۔ ہم میں نہیں ہے

نگر ہے ضرور۔

جس طرح ہم ایک ہیں۔ مگر صاحب ارادہ بھی ہیں۔ صانع بھی ہیں اور حکیم بھی ہیں۔ اسی طرح خدا ہے اور ایک ہے۔ صاحب ارادہ بھی ہے۔ حکیم بھی ہے اور صانع بھی ہے۔

یہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو گیا کہ مصنوع میں صانع نہیں ہوتا اور ہوتا ضرور ہے۔

بائیسکوپ میں پردہ پر جو چلتی پھرتی ہستیاں نظر آتی ہیں وہ پہلے معدوم ہوتی ہیں وقت معین پر وہ وجود میں آجاتی ہیں۔ یہ بالکل ایک نئی مخلوق ہوتی ہیں۔ ان میں وزن نہیں ہوتا اُن کا خالق اُن میں نہیں ہوتا مگر ہوتا ضرور ہے اسی طرح خدا اپنی تمام مخلوق۔ آفتاب، ستارے، زمین، آسمان، اور خلا میں نہیں ہے مگر ہے ضرور۔ تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خالق مخلوق میں نہیں ہوتا۔

ایک مادرزاد اندھا نہیں جان سکتا کہ بصارت کیا چیز ہے اور کیسی ہوتی ہے جب تک کہ اُسے تھوڑی سی بصارت عطا نہ کی جائے خدا نے ہم کو ذی شعور انسان خلق کیا تا کہ ہم اُسے جانیں۔ اس لئے اُس نے ہم کو تھوڑی تھوڑی اپنی سی صفات عطا کی ہیں۔ ہم سمیع، بصیر، صانع، حکیم، عالم، اور قادر وغیرہ ہیں۔ تب ہم سمجھ سکے کہ ہمارا خدا بڑا سمیع، بڑا بصیر، بڑا صانع، بڑا حکیم، علیم اور قدیر وغیرہ ہے۔

اگر خدا ہم کو مذکورہ صفتیں عطا نہ کرتا تو ہم اوسکی صفات کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ ہم محض اس کی صفات سے اوسکو جانتے ہیں۔ ذات کا علم ہم کو نہیں ہے وہ غیب میں ہے۔ لہذا یہ بالکل غلط ہے کہ ہم نے اپنی سی صفات کا ایک خدا تصور کر لیا ہو۔ جو نہیں ہے۔

ہمارا خدا رزّاق ہے

جب ہماری ساخت اس درجہ شکم مادر میں ہو چکتی ہے کہ ہماری آنتیں اور جگر اپنا کام شروع کریں تو چند روز پہلے سے ماں کے سینہ میں دودھ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہی ہمارا رزق ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے جانا کہ خدا ہی ہمارا رزاق ہے۔ کیونکہ ہماری ماں اس رزق کو بنا نہیں سکتی اور وہ خود اس کی محتاج تھی اور اسی سے پرورش پاتی تھی۔

ہمارا خدا علیم ہے

خدا نے مذکورہ اعصاب دودھ کی ساخت بہت پہلے سے مکمل کر دی تھی۔ کیونکہ خدا کو علم تھا کہ بچہ جو پیدا ہوگا اُس کو مناسب غذا کی ضرورت ہوگی۔ یہ انتظام پرورش اس امر کا ثبوت ہے کہ خدا کو بچہ کے وجود میں آنے سے قبل اُس کی ہر ضرورت کا علم تھا اور اُس نے ضرورت کے واقع ہونے سے پہلے کل اسباب مہیا کر دئیے۔ اس لئے ہم نے جانا کہ ہم تو محض عالم ہیں مگر خدا ہمارا علیم ہے۔

ہمارا خدا ہمارا حافظ بھی ہے

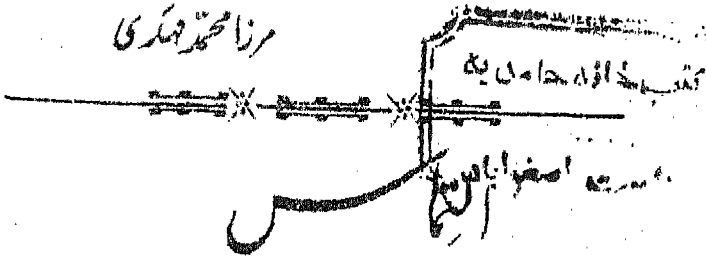
جب ہم شکم مادر سے باہر آئے تو نا سمجھ تھے۔ اچھے اور بُرے کا امتیاز نہ تھا نہ بول سکتے تھے نہ اشارہ کر سکتے تھے۔ ہمارے ماں باپ ہماری حفاظت کرتے تھے اور ہماری بھوک پیاس درد، دُکھ کا خیال کرتے تھے۔ مگر یہ فعل اُن کا اختیاری نہ تھا۔ ایک جذبہ محبت پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بڑی زحمتیں اُٹھا کر ہماری حفاظت کرتے تھے۔ یعنی ہماری حفاظت نہ کرنا اُن کے

اختیار میں نہ تھا۔ اس وجہ سے ہم نے معلوم کیا کہ ہمارے خدا نے اُن کو حفاظت کیلئے مجبور کیا ہے۔ اور وہی ہمارا حافظ حقیقی ہے۔

ہمارا خدا قدیر بھی ہے

ایک زمانہ وہ آیا کہ ہماری آنکھیں بے نور ہونے لگیں۔ بال سفید ہو گئے۔ دانت ہلنے لگے اور گرنے لگے۔ باوجود تمام دواؤں اور علاجوں کے وہ جوانی کی قوت دستیاب نہ ہوئی گو اسباب سب وہی موجود تھے جن سے ہم نے پرورش پائی تھی اور جن میں ہم جوان ہوئے تھے۔ اور جن میں بہت سے جوان ہو رہے ہیں۔ اس تجربہ سے ہم کو تسلیم کرنا پڑا کہ گو ہم اکثر افعال پر قادر ہیں۔ مگر ہمارا خدا قدیر ہے۔ جب چاہے بنائے اور جب چاہے بگاڑ دے۔ خدا کے جتنے نام ہیں وہ سب صفات ہیں۔ سابق کے خداشناس انسانوں نے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد سمجھ کر خدا کو پایا ہے۔

خیرخواہ خادم
مرزا محمد مہدی



شیطان نے مجھے کرب میں مبتلا کر دیا۔ اللہ نے مجھے مرنے تو نہیں دیا مگر ابھی تندرست بھی نہیں کیا ہے۔ اسی حالت میں محرم ۱۳۹۱ھ آ گیا۔ یہ محرم ہر سال کے بعد آتا ہے جن کو سیدنا امام حسینؑ سے خلوص ہے وہ اس زمانہ میں کچھ نہ کچھ اُن کی اتباع کی سعی کرتے ہیں۔ میرے دل میں بھی خواہش اتباع مستعجوہ ہوئی۔

سابق میں بھی تو موسیٰ پر عذاب خدا آئے اور چند گھنٹوں میں بستیاں ہلاک ہوئیں لیکن عیسائی اقوام پر یہ وقت سخت ہے۔ جو لوگ امن میں ہیں انکو انکی وحشت اور تکالیف بربادیوں و طریق موت کا صحیح ادراک نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید کی خبر ہے کہ تم نصاریٰ کو مومنین کیلئے مودت میں قریب پاؤ گے کیونکہ انہیں علماء دین اور عبادت گذار ہوتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ہیں اور جب سنتے ہیں قرآن مجید کو بشارت انجیل عیسیٰ کیساتھ تو دیکھتے ہو تم کہ ان کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ حق کو سمجھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے رب ہم ایمان لائے ہم کو شاہدین میں لکھ لے۔ (مائدہ ۸۲ و ۸۳)

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس محرم میں بھی نصاریٰ سے اُن کے اس بُرے وقت میں مودت کروں اور انجیل عیسیٰ کی روشنی میں قرآن مجید کو آنحضرت صلعم کو سیدنا امام حسین کو پیش کروں تاکہ وہ ایمان لائیں اور عذاب خدا سے بچ جائیں اور نجات پائیں۔

یہ کتاب لکھی گئی لیکن اس کی اشاعت کی کوئی صورت نہ ہوئی عرصہ کئی ماہ کا گذر گیا۔ خدا نے جناب معظمہ افسر آرا بیگم صاحبہ بنت جناب نواب سید علی حسن خاں صاحب مرحوم کے دل میں ڈالا انھوں نے اپنی طرف سے اپنی بیٹی کی طرف سے اور ان کی بہن نے بھی اتنی مدد کی کہ کتاب مذکور شائع ہو گئی انشاء اللہ عیسائی علماء کی خدمت میں بلا قیمت پیش کی جائیگی۔

ناظرین سے جو اس کتاب کو پڑھ چکے ہیں اور اس کو دعوت الی الحق سمجھا ہے التجا ہے کہ وہ معظمات مذکور کے لئے دعائے خیر کریں تاکہ خدا اُن کو اپنی رحمت کی وسعت کے موافق جزائے خیر عطا کرے۔

آپ کا خادم

مرزا محمد مہدی

شکر

اس کتاب کی اصلاح میں میرے کرم فرما جناب مولانا حکیم سید علی قمی جرنلسٹ نے کافی مدد دی۔ میں ان کا ممنون ہوں خدا اُن کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتاب کے ملنے کا پتہ:- مرزا محمد مہدی ~~حسینی والا مکان متصل مقبرہ جناب عالیہ~~ گولہ گنج لکھنؤ

بوساطت [illegible] لکھنؤ [illegible]

ں کتاب میں خدا کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جن پر صدیوں سے انسانوں نے غور نہیں
اتھا جنکی مثل پیش کرنا انسانی امکان سے باہر ہے توجہ سے پڑھنے والے کو حیرت کے
بعد خدا کے موجود ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں
ور تمام انسانوں کے لئے مفید اور واجب العمل ہے۔

CALL No. { ۲۲۰ / ع م خ ۱۹ م ACC. No. ۹۳۳۵۳
AUTHOR محمد مہدی
TITLE خدا کے مبشرہ عذابات

8 APR 1994 URDU SECTION

۲۲۰
ع م خ ۱۹ م ۹۳۳۵۳ محمد مہدی
خدا کے مبشرہ عذابات

Date	No.	Date	No.
8 APR 94	۳		



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.